بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہادت حضرت عباس

دلبر حیدر کرار علمدار حسین　　جان حق صاحب تلوار علم دار حسین
ضیغم وصفدر و جرار علمدار حسین　　دین خالق کے مددگار علمدار حسین

محسن دین ہیں اسلام کی تقدیر عباس
اسد اللہ کی دنیا میں ہیں تصویر عباس

نخل ارمان ید اللہ میں کھل اٹھا ثمر　　آیا کس شان سے دنیا میں یہ حیدر کا پسر
عشق شبیر سے لبریز تھا دل اور جگر　　دور شبیر کے چہرہ سے نہ ہوتی تھی نظر

شوق پابوسی میں جھولے میں مچل جاتے تھے
گود میں لیتے جو شبیر بہل جاتے تھے

بھائی کو سینہ سے لپٹا کے یہ کہتے تھے حسین۔ میرے عباس میرے شیر تو ہے قلب کا چین
میرے بھائی پسر بادشہ بدر و حنین　　۔ بابا پیارا ہے بہت آپکا یہ نور العین

اس نے کس پیار سے آقا ہے پکارا بابا
جان سے بھی ہے زیادہ مجھے پیارا بابا

دل عباس میں تھا عشق حسین ابن علی خاک پا حضرت شبیر کی آنکھوں میں ملی
سانچہ زور یداللہ میں باہیں تھیں ڈھلی اور محافظ تھے پئے دین خدائے ازلی
جب لڑکپن میں وہ میداں میں چلے آتے تھے
ڈھیر وہ لاشوں کا میداں میں لگا جاتے تھے

دور بچپن کا جو رخصت ہوا پھر آیا شباب مظہر زور علی تھا وہ شہ عرش جناب
زندگی میں کھلا پھر زور و شجاعت کا وہ باب۔ تیزئ چشم سے برساتے تھے اعدا پہ عتاب
چشم برہم سے وہ بجلی سی چمک جاتی تھی
کہ برستی ہوئی تلوار نظر آتی تھی

آئے کربل میں یداللہ کے ضیغم عباس پیاسے معصوم رہے ہو گئے برہم عباس
اذن شہ لیکے لئے ہاتھ میں پرچم عباس چلے دریا کی طرف صفدر و ضیغم عباس
راہ میں تیغ سے بجلی جو گری جاتی تھی
فوج وہ دوڑتی ہر سمت چلی جاتی تھی

آ گیا نہر پہ جب ساقئ کوثر کا وہ لال دیکھا پانی تو ہوا قلب مطہر کو ملال
پیاسے یاد آ گئے یاد آ گیا پانی کا سوال مشک کو بھر کے چلا پیاسہ ہی وہ نیک خصال
گھیرتے شیر کو ہر سمت ستمگار چلے
نیزہ و تیر چلے خنجر خونخوار چلے

زخم تیرو تبر و تیغ کبھی تن پہ سہا مشک پر جھک کے کبھی تیروں کو سینہ پہ لیا
جسم مجروح ہوا زخمی سر پاک ہوا سر سے سینہ سے تن پاک سے تھا خون بہا

زخم پر زخم لگے خوں میں بھرے جاتے تھے
مشک سینہ سے لگائے وہ چلے جاتے تھے

جاتا تھا خوں میں نہاتا وہ وفاؤں کا امام۔ دائیں شانہ پہ چلی ظلم کی اکبار حسام
بازو شانہ سے کٹا ہائے غضب کا تھا مقام۔ جھک کے جلدی سے علم تھام لیا نیک انجام

دوسرا بازو کٹا ہو گیا بے دست جری
دانتوں میں مشک کو پھر لے لیا فرزند علی

جسم سے بہتا رہا بیکس و بے یار کا خوں شانوں سے بہنے لگا ہائے علمدار کا خوں
سینہ سے بہتا تھا عباس وفادار کا خوں زخموں سے بہتا رہا شاہ کے غمخوار کا خوں

حسرت و یاس سے وہ خوں میں بھرے جاتے تھے
خوں میں ڈوبے ہوئے آگے ہی بڑھے جاتے تھے

سر پہ اک گرز لگا خاک پہ تیورا کے گرے وار ایک نیزہ کا بھی سینہ پہ وہ کھا کے گرے
جسم بے دست تھا وہ زخم جگر پا کے گرے مشک سے پانی بہا اشک وہ برسا کے گرے

جلتی ریتی کے تعب دل پہ وہ سہہ کر تڑپے
نہ سہارا ملا ہاتھوں کا زمیں پر تڑپے

دی صدا لیجئے یا شاہ یہ خادم کا سلام — تھام کر اپنی کمر گر پڑے سلطان انام
اٹھے ہاتھوں سے کمر تھام کے اک بار امام — بولے عباس تیرے ساتھ ہے شبیر تمام

چھٹ گیا آپکے ہاتھوں کا سہارا بھائی
اب مددگار نہیں کوئی ہمارا بھائی

آئے لاشے پہ تو دیکھا ہے جری خون میں تر — گر پڑے لاش پہ بھائی کی شہ نیک سیر
لپٹے بھائی سے تڑپنے لگے وہ خستہ جگر — سامنے بھائی کے بھائی نے کیا آہ سفر

سامنے شاہ کے دنیا سے سدھارے عباس
ہائے پیاسے گئے کوثر کے کنارے عباس

سخت ہے وقت ہیں مغموم شہنشاہ زمن — لاش پُرخون برادر کو نہیں غسل وکفن
غسل خوں کا لئے سوتا ہے جری خستہ بدن۔ تھامے ہاتھوں سے جگر روتے ہیں سلطان زمن

دل پھٹا جاتا ہے یہ دردو الم ہوتا ہے
بھائی کے غم میں دل شاہ زمن روتا ہے

www.marsiya.com